مارا گیا امامِ زماں وامصیبتا ۹ آئی ریاضِ دیں پہ خزاں وامصیبتا
زخمی پڑا ہے شیرِ ژیاں وامصیبتا زخمِ سرِ جبیں سے خوں ہے رواں وامصیبتا
پڑھنے دیا نماز نہ طاعت گزار کو
ہے ہے شقی نے قتل کیا روزہ دار کو

ہاں عاشقانِ حیدرؑ و صفدر بکا کرو ۱۰ آقا کا اپنے حقِ محبت ادا کرو
رونے میں تم شراکتِ خیر النساؑ کرو جی بھر کے آج ماتمِ شیرِ خدا کرو
رخصت ہے روزہ داروں سے ماہِ صیام کی
یہ آخری ہے مجلسِ ماتم امام کی

بستر تک تو غش میں رہے شاہِ کائنات ۱۱ نکلی سوائے شکر کے منہ سے نہ کوئی بات
پہنچی اسی مہینہ کی اکیسویں جو رات تیغِ اجل سے قطع ہوا رشتۂ حیات
پھیلا کے پاؤں کلمہ پڑھا خوش بیاں سے
پچھلے پہر کو آپ سدھارے جہان سے

مرثیہ ۹

شہادت جنابِ امیرؑ

زخمی ہوئے جو حیدرؑ و صفدر نماز میں ۱ شمشیرِ ظلم چل گئی سر پہ نماز میں
گلگوں ہوئی جبینِ منور نماز میں سرتا قدم لہو سے ہوئے تر نماز میں
صدمہ ہوا یہ حسنؑ کے صغیر و کبیر کو
زخمی کیا ہے مومنوں کے دستگیر کو

(۲)
تصویر تھی علیؑ کی جو بالائے آسماں — زخمی ہوئے سحر کو علیؑ ولی یہاں
تصویر کی جبیں سے لہو تھا رواں وہاں — یہ کہہ کے قدسیوں نے دمِ صبح کی فغاں
دانائے سرِ غیب یہ کیسا غضب ہوا
جبرئیلؑ بولے قتلِ امیرِ عربؑ ہوا

(۳)
ڈوبے ہوئے تھے خون میں سلطانِ حق نیوش — آنکھیں تھیں بند خویشِ پیمبر کو تھا نہ ہوش
آیا سرہانے ایک ضعیفِ سفید پوش — تصویرِ نور اشک رواں دل میں غم کا جوش
آدم وہی تھے چاک گریباں کئے ہوئے
بیٹھے تھے گود میں سرِ زخمی لئے ہوئے

(۴)
مسجد میں آئے شبرؑ و شبیرؑ نوحہ گر — اس حال سے علیؑ ولی آ گئے نظر
سر تا قدم نبیؐ کا وصی تھا لہو میں تر — لپٹے گلے سے دوڑ کے بولے پدر پدر
دامن سے دونوں خونِ جبیں پونچھتے رہے
گرد اُن کے منہ کی خود شہِ دیں پونچھتے رہے

(۵)
بیت الشرف میں آئے شہِ عرش بارگاہ — باہر سے آئے بازوؤں کو تھامے دو ولی اللہ
لیٹے گلیمِ کہنہ پہ افسوس آہ آہ — زینبؑ نے لیں بلائیں کہا بیکسوں کے شاہ
اُٹھئے گلیمِ کہنہ سے کچھ اور لاؤں میں
ارشاد ہو تو اپنی ردا کو بچھاؤں میں

(۶)
تھے دمبدم زیادہ نبی زادیوں کے بین — تھمتا نہیں تھا خونِ سرِ فاتحِ حنین
باشندگانِ یثرب و بطحا کو تھا نہ چین — چھپ چھپ کے روتے پھرتے تھے ہر سو حسنؑ حسینؑ
کی آہ دل کو تھام کے نزدیکِ جد گیا
رنگِ جنابِ شبرِ خدا سبز ہو گیا

۷
اکیسویں شب آئی کہ موت آئی ہے ستم
درد ہوا علیؑ کو سوا کرب دمبدم
تکیہ سے اُٹھ سکا نہ سر ایسا بڑھا ورم
فرمایا آج شب ہے چراغِ سحر ہیں ہم
شہزادیوں نے ماتمِ شاہِ عرب کیا
حضرت نے سب کو بہرِ وصیت طلب کیا

۸
لو صاحبو امام کی رحلت قریب ہے
ہنگامِ حشر وقتِ قیامت قریب ہے
آقا کی تم غلاموں سے رخصت قریب ہے
باغِ جہاں بعید ہے جنت قریب ہے
صدمے سے انس و جن و ملک جان کھوئیں گے
آقا ہمارے مر گئے یہ کہہ کے روئیں گے

۹
لیٹے تھے کروٹیں جو علیؑ کہہ کے آہ آہ
سب چپ کھڑے تھے رنج سے تھیں حالتیں تباہ
رومال زخمِ سر پہ ہلاتا تھا کوئی ماہ
لپٹا کے سینہ سے سرِ زینبؑ کو روئے شاہ
تھا حال غیر امامِ فلک احتشام کا
چوما گلا حسین علیہ السلام کا

۱۰
تھا بوسہ گاہِ حیدرِ کرار جو گلا
اس پر ستم ہے خنجرِ شمرِ لعیں چلا
لپٹی تھی ریگ دامنِ صحرائے کربلا
زینبؑ کے سر پہ آگئی رن میں نئی بلا
دردا یہ حالِ دخترِ مشکل کشاؑ ہوا
رسی بندھی تھی ہاتھ میں سر تھا کھلا ہوا

۱۱
اُمّ البنینؑ دوڑیں یہ عباسؑ سے کہا
بیٹا چلو سبھوں کو بلاتے ہیں مرتضیٰؑ
یوں آئیں ماں کے ساتھ قیامت ہوئی بپا
اپنا بھی سر برہنہ پسر بھی برہنہ پا
منہ پر ملی تھی خاک یتیمانہ جامہ تھا
بر میں قبا سیاہ تھی کالا عمامہ تھا

فرما چکے جو سب کو وصیت امامِ دیں (۱۲) عباسؑ کو گلے سے لگایا دعائیں دیں
بولے سوا ہیں عمر میں شبیرؑ شک نہیں — اِن کا رہے خیال مگر میرے مہ جبیں
ان میں نہ ہو قصور دغا کے جو کام ہیں
ہوشیار تم حسینؑ سے اب ہم تمام ہیں

عباسؑ سے یہ کہتے ہی چپ ہو گئے علیؑ (۱۳) تکبیر غش میں حیدرِ کرار نے کہی
زینبؑ ہوئیں تیمم قضا مرتضیٰؑ نے کی — وا حسرتا کہ جان بدن سے نکل گئی
دونوں جہاں کے مالک و مختار مر گئے
آئی ندا کہ حیدرِؑ کرار مر گئے

زینبؑ پکاریں بھائی حسنؑ کیا کریں بتاؤ (۱۴) بابا خاموش ہو گئے دیکھو تو نبض آؤ
بھائی پدر کی لاش پہ چادر ذرا اڑھاؤ — باہر جو لوگ جمع ہیں کہہ آؤ اِن سے جاؤ
عارض ہیں زرد عاشقِ ربِ قدیر کے
ہیں سرد ہاتھ پاؤں جنابِ امیرؑ کے

دیکھی جو بڑھ کے نبضِ شہنشاہِ صف شکن (۱۵) یہ کہہ کے گر پڑے حسنؑ سبز پیرہن
بھائی حسینؑ اٹھ گئے دنیا سے بوالحسن — کافور جلد لاؤ منگاؤ ابھی کفن
اپنا جہاں میں کوئی ٹھکانا نہیں رہا
بابا نے کی قضا وہ زمانہ نہیں رہا

در پر یہ تھا ہجوم کہ تھی بند ساری راہ (۱۶) گھر میں وہ شور تھا کہ ٹھہرتی نہ تھی نگاہ
عباسؑ کو لئے ہوئے اُمّ البنینؑ آہ — فرما رہی تھیں پہنے ہوئے پیرہن سیاہ
میں ڈھونڈتی ہوں فاطمہؑ کے نورِ عین کو
لوگو کدھر ہیں جلد بتاؤ حسینؑ کو

بیٹھے نحیف خاک پہ سر بالینِ مرتضیٰؑ ⑰ بیٹے کا ہاتھ ہاتھ میں شبیرؑ کے دیا
کس یاس سے کہا یہ پرستار ہو فدا — اب اس کے سر پہ آپ ہیں صاحب بنے کی قضا
ہوگا نہ عذر اسے کسی خدمت کے کام سے
ہشیار یا حسینؑ اِس اپنے غلام سے

یہ کہہ کے پاؤں پر جو پسر کو گرا دیا ⑱ شبیرؑ نے اُٹھا کے گلے سے لگا لیا
چلائے روئے خوب حسنؑ خونِ دل پیا — بولے حسینؑ آپ نے حضرت یہ کیا کیا
مادر ہیں آپ اور یہ باعثِ چین کا
عباسؑ تو ہے قوتِ بازو حسینؑ کا

مرثیہ ١٠

شہادت امامِ حسنؑ

جس دم حسنؑ کا زہر سے ٹکڑے جگر ہوا ① سیپارہ دل کا آہوں سے زیر و زبر ہوا
سم کا جو ردِ تنِ پاک پہ ظاہر اثر ہوا — حال اِس امامِ پاک کا اُس دم دگر ہوا
راحت میں فرق اور شکم میں خلل پڑا
کٹ کر کلیجہ طشت کے اندر نکل پڑا

بستر پہ دردِ دل سے تڑپنے لگے امام ② صدمے سے سبز ہونے لگا روئے سُرخ فام
چلائے ہاتھ سے یہ کلیجہ کو تھام تھام — دوڑو بہن کہ کام ہمارا ہوا تمام
یہ کہتے کہتے زرد رُخِ پاک ہو گیا
چلاتے تھے کہ ہائے جگر چاک ہو گیا